AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عصرِ حاضر کی نوجوان قیادت کا اصلاحِ معاشرہ میں کردار: تعلیماتِ نبویہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

The Role of Contemporary Youth Leadership in Social Reform: An Analytical Study in the Light of Prophetic Teachings

Mufti Muhammad Wasi Ul Akhlaq
Lecturer, Department of Islamic Studies, Bahria College Islamabad (BCI)
MPhil Scholar, Department of Hadith & its sciences, Faculty of Usooluddin, International Islamic University Islamabad (IIUI)
***Email**: muftimuhammadwasiulakhlaq@gmail.com*
0300-9749275
Mubashar Zahoor
Lecturer, Department of Islamic Studies, Bahria College Islamabad (BCI)
MPhil, Department of Islamic Thought and Culture, Faculty of Social Sciences, National University of Modern Languages (NUML) Islamabad
***Email**: Mubashar.Zahoor10@gmail.com*

Abstract:
In the wake of complex contemporary educational, economic, and ideological challenges, the youth are confronted with a severe moral crisis, manifesting in the erosion of social values and pervasive injustice. Under these circumstances, sustainable societal reform can only be achieved if the character-building of the youth is anchored in authentic and universal principles. The present research, proffers a balanced, comprehensive, and pragmatic solution to this pressing contemporary need. Employing a descriptive and analytical methodology, this study examines the theoretical and practical dimensions of righteous leadership in light of authentic texts from the Prophetic teachings. The first section identifies the quintessential ethical attributes —such as an ingrained sense of responsibility, transparency in the delegation of authority, justice, and high aspirations— that are indispensable for a successful leader. The subsequent section elucidates the practical role of the youth in social reform, detailing the mechanisms of enjoining good, fulfilling mutual rights, and purifying society from detrimental vices such as arrogance, oppression, deceit, and envy. The final section formulates a practical action plan for the youth, drawn from pristine Quranic and Prophetic teachings, to effectively counter the prevailing class-based educational system, materialistic pursuits, and ideological deviations. The findings of this research substantiate that, rather than the mere acquisition of material degrees, adherence to the ethical framework provided by the Prophetic teachings is the sole trajectory that can extricate the youth from

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ideological disillusionment and elevate them to the mantle of righteous leadership. The study ultimately recommends the integration of these practical dimensions of the Seerah as a mandatory component of the educational curriculum to cultivate righteous youth leadership.
Keywords: *Righteous Leadership, Social Reform, Ethical Attributes, Prophetic Teachings, Contemporary Challenges.*

تمہید:

کسی بھی معاشرے کی ترقی، فلاح اور پائیداری کا انحصار اس کے نوجوانوں کے کردار اور ان کی قیادت پر ہوتا ہے، کیونکہ وہ قوم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اگر ان کی فکری اور اخلاقی تربیت مستند بنیادوں پر کی جائے تو معاشرے کی تعمیر شاندار خطوط پر ہوتی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ نوجوانوں کی کردار سازی کیلئے ایک کامل اور ابدی نمونہ پیش کرتی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں قرآن وسنت بالخصوص احادیث صحیحین کو بنیادی ماخذ کے طور پر لیا گیا ہے، تاکہ یہ دورِ حاضر کے نوجوان کیلئے اخلاقی رہنمائی کا ایک انتہائی شاندار اور قابلِ عمل ذریعہ ہو۔ عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کو تعلیمی اور معاشرتی میدان میں متعدد پیچیدہ چیلنجز کا سامنا ہے۔ بدلتے ہوئے نظامِ تعلیم، طبقاتی تفاوت، نصابی خامیوں اور خاص طور پر اخلاقی اقدار میں کمی نے نوجوانوں کی فکری اور عملی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ ان مشکل حالات میں محض مسائل کی نشاندہی کافی نہیں ہے، بلکہ ان کا ایک متوازن اور پائیدار حل تجویز کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت بن چکا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ فکری، معاشی اور معاشرتی خلفشار کے اس دور میں نوجوان کی کن خطوط پر اخلاقی اور روحانی کردار سازی کی جائے جو اسے مایوسی سے نکال کر باصلاحیت قیادت کے منصب تک پہنچادے تاکہ وہ اصلاحِ معاشرہ کا عملی فریضہ ادا کر سکے؟ اس مقالے میں تجزیاتی منہج اور استنباطی اسلوب اپناتے ہوئے نبوی تعلیمات کا عصری مسائل کے ساتھ ربط قائم کیا جائے گا تاکہ سیرتِ طیبہ اور عصرِ جدید کے نوجوانوں کے مسائل کے درمیان موجود فاصلے کو ختم کیا جاسکے۔ یہ مقالہ تمہید، تین مباحث اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مبحث اول: باصلاحیت نوجوان قیادت کے بنیادی اخلاقی اوصاف

مطلبِ اول: فرائضِ منصبی کی ادائیگی میں ذمہ داری کا احساس

قیادت کے بارے دورِ حاضر کے نوجوان کا تصور محض منصب، اختیار اور مراعات کے حصول تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، جبکہ نبوی تعلیمات اور اسلامی نظریہ قیادت میں سربراہی کوئی مادی ووقتی اعزاز نہیں بلکہ ایک بھاری امانت اور جوابدہی کا نام ہے۔ کسی بھی نوجوان کی کردار سازی اور معاشرتی اصلاح کا پہلا قدم اس کے اندر احساسِ ذمہ داری کا بیدار ہونا ہے۔ احادیث نبویہ ﷺ میں قیادت کے اسی بنیادی وصف کو انتہائی جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مشہور حدیث باصلاحیت نوجوان قیادت کیلئے مکمل لائحہ عمل پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس:

- امام (حاکم) نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
- آدمی اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
- عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
- خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔[1]

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں قیادت کا تصور صرف ریاست کے سربراہ اعلیٰ تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک کثیر الجہتی تصور ہے۔ معاشرے کا ہر نوجوان، چاہے وہ کسی بھی درجے پر فائز ہو، ایک قائد ہے۔ جب آج کا نوجوان یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اپنے دائرہ کار (گھر، تعلیمی ادارے اور کام کی جگہ) میں ایک امین اور اپنے ہر عمل کا جوابدہ ہے، تو معاشرے سے اخلاقی بگاڑ، بدعنوانی اور فرض ناشناسی جیسے مسائل خود بخود ختم ہونے لگتے ہیں۔ باصلاحیت نوجوان قیادت دراصل اسی احساسِ جوابدہی کا نام ہے جو فرد کو خود غرضی سے نکال کر اجتماعی فلاح کی طرف لے جاتی ہے اور معاشرے کی مثبت تشکیل میں سب سے مضبوط کردار ادا کرتی ہے۔

مطلبِ دوم: فرائضِ منصبی میں امانت داری اور عدل وانصاف کا اہتمام

احساسِ ذمہ داری کے بعد ایک باصلاحیت قیادت کیلئے جو سب سے اہم اور بنیادی اخلاقی اوصاف درکار ہیں، وہ "عدل وانصاف اور امانت داری" ہیں۔ اسلامی نظریہ قیادت میں یہ دونوں صفات لازم وملزوم ہیں اور ان کے بغیر کسی بھی معاشرے کی اصلاح اور استحکام ممکن نہیں۔

1. عدل وانصاف اور باصلاحیت قیادت کا مقام:

معاشرے میں حقوق کی ادائیگی اور مساوات کے قیام کا نام عدل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت 58 میں واضح حکم دیا ہے کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔[2] عدل کے اسی اصول کو اپنانے والے منصف مزاج قائدین کا آخرت میں کیا شان دار مقام ہو گا، اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی نوجوانوں کیلئے ایک زبردست ترغیب ہے:

«إِنَّ الْمُقْسِطِينَ، عِنْدَ اللَّهِ، عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ. عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عزوجل. وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ؛ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وما ولوا».[3][4]

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: بے شک انصاف کرنے والے اللہ رحمٰن عزوجل کے ہاں اس کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے، اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، اپنے اہل و عیال اور جن چیزوں کے وہ ذمہ دار بنائے گئے ہیں، ان میں انصاف کرتے ہیں۔

2. تفویضِ مناصب میں امانت داری:

ایک باشعور قائد کیلئے ضروری ہے کہ وہ عہدوں اور مناصب کو ذاتی جاگیر سمجھنے کے بجائے ایک مقدس امانت سمجھے۔ قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت 58 میں اسی کی تاکید کی گئی ہے کہ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو۔[5] آج کے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ اقرباء پروری اور نااہل افراد کا قیادت پر فائز ہونا ہے۔ اس بگاڑ کی نشاندہی اور سدباب کیلئے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتی ہے، جس میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ! امانت کا ضائع کرنا کیسے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب معاملہ (یا قیادت) نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔[6]

یوں معلوم ہوا کہ دورِ حاضر کے نوجوان جب قیادت کے منصب پر آئیں تو ان کا سب سے پہلا امتحان میرٹ اور شفافیت کا قیام ہے۔ ایک باصلاحیت نوجوان کبھی بھی منافقت کی اس علامت کا شکار نہیں ہو سکتا جس کے بارے میں فرمایا گیا: منافق کی علامت یہ ہے کہ جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔[7]

عصرِ حاضر میں نوجوان قیادت کا معاشرتی کردار یہ ہے کہ وہ اقرباء پروری اور بدعنوانی کو مسترد کرتے ہوئے وسائل و مناصب کی تقسیم میں شفافیت اور اہلیت کو یقینی بنائے، کیونکہ امانت اور انصاف پر مبنی قیادت ہی کسی قوم کو زوال سے بچا کر عروج کی طرف لے جا سکتی ہے۔

مطلبِ سوم: بلند ہمتی اور مضبوط قوتِ ارادی کی اہمیت

ایک باصلاحیت اور باشعور قیادت محض احساسِ ذمہ داری اور عدل پر ہی استوار نہیں ہوتی، بلکہ اس کی کامیابی کیلئے دو مزید ناگزیر اوصاف درکار ہیں "بلند ہمتی اور قوتِ ارادی"۔ بلند ہمتی دراصل ایک لیڈر کے اس دور رَس نگاہ و اثر کا نام ہے جو اسے معمول کے کاموں پر اکتفا کرنے کے بجائے اعلیٰ ترین مقاصد کی جانب ابھارتی ہے، جبکہ قوتِ ارادی وہ ثابت قدمی ہے جو اسے کٹھن راستوں پر مایوسی سے بچا کر منزل تک پہنچاتی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

1. بلند ہمتی بطورِ قائدانہ خصوصیت:

باصلاحیت قیادت کا نصب العین ہمیشہ عام لوگوں کی سوچ سے بلند ہوتا ہے۔ لیڈر وہ ہوتا ہے جو محض فرائض کی ادائیگی کو کافی نہ سمجھے بلکہ رضائے الٰہی اور شکر گزاری کے بلند ترین مقام تک پہنچنے کی جستجو کرے۔ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ بلند ہمتی کی سب سے عظیم اور کامل مثال ہے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (رات کی نماز میں) اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے۔ آپ سے عرض کیا گیا: آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی زیادہ مشقت کا مکلف نہیں بنایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔[8] اس حدیث سے یہ فائدہ مستنبط ہوتا ہے کہ ایک لیڈر کو اپنا معیار اتنا بلند رکھنا چاہیے کہ اس کی جدوجہد معاشرے کے دیگر افراد کیلئے ایک قابلِ تقلید نمونہ بن جائے۔

2. مضبوط قوتِ ارادی اور استقامت بطورِ قائدانہ خصوصیت:

جب مقاصد بلند ہوں تو راستے میں رکاوٹوں اور ناکامیوں کا آنا فطری عمل ہے۔ ایسے میں باصلاحیت قیادت اپنی قوتِ ارادی کے بل بوتے پر کھڑی رہتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس حوالے سے نوجوانوں کو ایک مکمل منطقی اور عملی لائحہ عمل فراہم کرتی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: طاقتور (قوی) مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے، البتہ بھلائی دونوں میں ہے۔ اس چیز کی حرص رکھو جو تمہیں نفع دے، اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ بنو (ہمت نہ ہارو)۔ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہو: "اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ایسا ہوتا" بلکہ یوں کہو: "اللہ کی تقدیر تھی اور اس نے جو چاہا کیا" کیونکہ لفظ "اگر" شیطان کے کام کا دروازہ کھول دیتا ہے۔[9]

ان احادیث کا عصرِ حاضر کے نوجوان پر اطلاق کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ موجودہ دور کے تعلیمی، معاشی اور فکری چیلنجز کا مقابلہ صرف وہی نوجوان قیادت کر سکتی ہے جس کے ارادے مضبوط ہوں۔ آج کے نوجوان کو چاہیے کہ وہ "بلند ہمتی" کے تحت معاشرے کی اصلاح کا بڑا ہدف مقرر کرے اور جب اسے چیلنجز کا سامنا ہو تو سستی یا کاہلی کا شکار ہونے کے بجائے مستقل مزاجی سے ڈٹا رہے۔ ناکامی کی صورت میں شکوے شکایات اور "اگر مگر" جیسے شیطانی وسوسوں میں پڑ کر مایوس ہونے کے بجائے تقدیرِ الٰہی پر راضی رہے اور دوبارہ نئے عزم کے ساتھ آگے بڑھے۔ یہی وہ نبوی تعلیمات ہیں جو ایک عام نوجوان کو معاشرے کا حقیقی قائد بناتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مبحث دوم: اصلاحِ معاشرہ میں نوجوانوں کا عملی کردار

مطلبِ اول: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بطورِ دینی و معاشرتی فریضہ

کسی بھی معاشرے کی اصلاح کا خواب اس وقت تک شرمندہِ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک اس کے افراد، بالخصوص نوجوان نسل، برائیوں کے خلاف خاموشی توڑ کر عملی جدوجہد کا آغاز نہ کرے۔ اسلامی کے تصور قیادت میں ایک لیڈر محض اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا، بلکہ وہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی صورت میں معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے اور نیکیوں کو پھیلانے کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے۔

1. امر بالمعروف بطور ذمہ داری اور سببِ رضائے الٰہی:

اصلاحِ معاشرہ کوئی ایسا کام نہیں جو صرف ریاست یا مخصوص طبقے کی ذمہ داری ہو، بلکہ یہ ہر باشعور نوجوان کا روزمرہ کا فریضہ ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں اس معاشرتی ذمہ داری کو "صدقہ" قرار دیا گیا ہے۔ حدیثِ مبارک کی رُو سے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر انسان پر روزمرہ کے صدقے کے طور پر لازم ہے۔ حدیث مبارک میں آتا ہے: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔[10] یہ حدیث نوجوانوں کو یہ پیغام دیتی ہے کہ معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کیلئے مال و دولت کا ہونا شرط نہیں، بلکہ اپنے قول و عمل سے بھلائی کی تلقین کرنا بھی بہترین معاشرتی خدمت اور صدقہ ہے۔

2. قائد کے قول و فعل میں تضاد اور اس کا انجام:

اصلاحِ معاشرہ کے میدان میں قدم رکھنے والے ہر نوجوان قائد کیلئے سب سے کڑا امتحان اس کے اپنے قول و فعل کی ہم آہنگی ہے۔ جو لیڈر دوسروں کو نیکی کا حکم دے لیکن خود اس پر عمل نہ کرے، سیرتِ طیبہ میں اس کیلئے سخت ترین وعید آئی ہے۔ اس حوالے سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث ایک لرزہ خیز منظر پیش کرتی ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا، اس کی انتڑیاں آگ میں باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کے گرد اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے۔ جہنمی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! تیرا یہ کیا حال ہے؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا: میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، اور تمہیں برائی سے روکتا تھا مگر خود اسے کرتا تھا۔[11]

یوں عصرِ حاضر کے نوجوانوں کیلئے لائحہ عمل انتہائی واضح ہے۔ آج کے معاشرے میں جب نوجوان مختلف پلیٹ فارمز (بشمول سوشل میڈیا) پر قائدانہ کردار ادا کرنا چاہتے ہیں، تو انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی اور پائیدار اصلاح اسی صورت ممکن ہے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جب ان کا اپنا کردار بے داغ ہو۔ جو نوجوان منافقت (قول و فعل کے تضاد) سے پاک ہو کر، روزمرہ کی بنیاد پر اپنے ارد گرد کے ماحول میں حکمت کے ساتھ برائیوں کی روک تھام کرے گا، وہی درحقیقت سیرتِ نبوی ﷺ کا سچا پیروکار اور معاشرے کا حقیقی مصلح کہلانے کا حق دار ہے۔

مطلبِ دوم: حقوق العباد کی ادائیگی ذریعہِ معاشرتی ہم آہنگی

اسلامی قیادت کا تصور محض سیاسی یا انتظامی نہیں ہے، بلکہ اس کی جڑیں مضبوط معاشرتی تعلقات اور ہمدردی میں پیوست ہیں۔ اصلاحِ معاشرہ کا دوسرا اہم ترین قدم "حقوق العباد" کی ادائیگی ہے۔ ایک باشعور نوجوان اس وقت تک معاشرے کا باصلاحیت قائد نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے ارد گرد موجود افراد کے حقوق ادا کر کے ان کے دل نہ جیت لے۔

1. والدین کے حقوق کی اادائیگی اور حسنِ سلوک:

خاندان کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور والدین اس کا مرکز ہیں۔ جو نوجوان اپنے والدین کا فرمانبردار اور خدمت گزار نہیں، وہ کبھی ایک کامیاب اور باصلاحیت قائد نہیں بن سکتا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: تمہاری ماں، اور چوتھی مرتبہ فرمایا: تمہارا باپ۔[12]

اسی طرح معاشرے کی خدمت اور والدین کے حقوق کے باہمی ربط کو واضح کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو انہی کی خدمت میں اپنی تمام تر قوت صرف کرو۔[13] یہ اس بات کی عظیم الشان دلیل ہے کہ والدین کی خدمت دیگر تمام سماجی ذمہ داریوں پر مقدم ہے۔

2. پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی اور معاشرتی امن وامان:

خاندانی اکائی کے بعد پڑوسیوں کے حقوق معاشرتی امن کے سب سے بڑے ضامن ہیں۔ ایک لیڈر کو اپنے محلے اور پڑوس کا محافظ ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جبریل (علیہ السلام) مجھے پڑوسی کے (حقوق کے) بارے میں مسلسل وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وارث بنا دیں گے۔[14]

مزید برآں، پڑوسی کو تکلیف دینے کو ایمان کی نفی قرار دیا گیا۔ حدیث مبارک ہے:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ».[15]

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ترجمہ: جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

3. عامۃ المسلمین کے حقوق اور اخوت کا پیغام:

ایک باصلاحیت نوجوان قائد کی ذمہ داری اور ہمدردی پورے معاشرے پر محیط ہوتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مطابق ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ بنیادی حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔[16]

انفرادی حقوق کے ساتھ سماجی ہم آہنگی کا سب سے سنہرا اُصول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ملتا ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کیلئے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[17]

ایک اور مقام پر معاشرتی ظلم کے خاتمے کا نبوی اصول یوں دیا گیا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ کرام رضون اللہ علیہم اجمعین کی حیرانی پر آپ ﷺ نے واضح کیا کہ ظالم کو ظلم سے روکنا (اس کا ہاتھ پکڑنا) ہی دراصل اس کی مدد کرنا ہے۔[18]

عصرِ حاضر میں نوجوانوں کا معاشرتی کردار یہ ہونا چاہئے کہ وہ تنہائی پسندی اور خود غرضانہ زندگی سے نکل کر اس سماجی نظام کا فعال حصہ بنیں۔ آج جب مادی دوڑ نے خاندانی نظام کو کمزور کر دیا ہے اور پڑوسیوں کے حقوق فراموش کر دیے گئے ہیں، وہاں نوجوان نسل اگر سیرتِ طیبہ کی روشنی میں والدین، پڑوسیوں اور عام انسانوں کے حقوق کی پاسداری کو اپنا لائحہ عمل بنالے، تو معاشرے میں اخوت، مساوات، اور ہمدردی پر مبنی ایک مثالی اور پرامن فضا قائم ہو سکتی ہے۔ یہی عملی کردار ایک نوجوان کو حقیقی اور باصلاحیت مصلح بناتا ہے۔

مطلبِ سوم: اخلاقِ مذمومہ سے اجتناب اور معاشرے کی تطہیر

اصلاحِ معاشرہ کا عمل اس وقت تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا جب تک معاشرے کو ان باطنی اور اخلاقی برائیوں سے پاک نہ کیا جائے جو اس کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ ایک باصلاحیت لیڈر کا فرض ہے کہ وہ ان مہلک برائیوں سے نہ صرف خود بچے بلکہ معاشرے کو بھی بچائے۔ سیرت طیبہ میں ان باطنی بیماریوں کے نقصانات اور ان سے اجتناب کے واضح اصول بیان کیے گئے ہیں جنہیں اپنا کر نوجوان نسل معاشرے کی تطہیر کا فریضہ انجام دے سکتی ہے:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

1. تکبر اور غرور کی ممانعت:

کسی بھی قیادت اور معاشرے کے زوال کا پہلا زینہ تکبر ہے۔ یہ انسان کو حق تسلیم کرنے سے روکتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھنے پر اکساتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں ذرے کے برابر بھی تکبر ہو گا... تکبر حق کو جھٹلانے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔[19] نیز حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو کمتر جان کر ان پر تکبر کرنا ایک ناکام شخص کی علامت ہے۔

2. ظلم اور زیادتی کا خاتمہ:

ظلم کسی بھی متوازن معاشرے کی بنیادوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسلامی قیادت کا خاکہ عدل پر استوار ہے اور ظلم کی اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہو گا۔[20]

3. دھوکہ دہی اور فریب کاری کا سدباب:

معاشی، تعلیمی اور سماجی معاملات میں دیانت اور شفافیت کے بغیر کوئی بھی قیادت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر غلے کے ایک ڈھیر پر ہوا، آپ ﷺ نے ہاتھ ڈالا تو اندر سے غلہ گیلا نکلا جسے بیچنے والے نے چھپایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فریب کاری پر سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: تم نے اسے غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکہ دیا، وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔[21]

4. حسد اور باہمی نفرتوں کا خاتمہ:

معاشرتی اخوت کے قیام کیلئے دلوں کا حسد، بغض اور نفرت سے پاک ہونا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی اور قائدانہ تعلقات کے حوالے سے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو (تعلق نہ توڑو)، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔[22] یوں ہی ایک مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال ترک کرے۔

5. غیبت اور کردار کشی سے معاشرتی تحفظ:

معاشرے میں اعتماد کی فضا اور دوسروں کی عزتِ نفس کی بحالی کیلئے غیبت کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے غیبت کی حقیقت واضح کرتے ہوئے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ پھر فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا اس

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انداز میں ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو۔[23] مزید برآں چغل خوری کے حوالے سے بھی سخت وعید آئی ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عصرِ حاضر کے نوجوانوں کا سب سے اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ خود کو اور معاشرے کو ان اخلاقِ مذمومہ سے پاک کریں۔ آج کے دور میں جہاں معاشی دھوکہ دہی، مناصب کا تکبر، اور سماجی سطح (بالخصوص سوشل میڈیا) پر غیبت، کردار کشی اور حسد عام ہو چکے ہیں، وہاں سیرتِ طیبہ یہ رہنمائی کرتی ہے کہ ظاہری ترقی اس وقت تک بے معنیٰ ہے جب تک باطن کی تطہیر نہ ہو۔ نوجوانوں پر لازم ہے کہ وہ عاجزی کو اپنائیں، دھوکہ دہی اور ظلم کو مسترد کریں، اور آپس کے اختلافات اور بغض کو ختم کر کے ایک مستحکم، شفاف اور اخوت پر مبنی معاشرہ تشکیل دیں۔

مبحثِ سوم: عصرِ حاضر کے فکری و عملی چیلنجز اور نوجوان نسل کیلئے متوازن لائحہ عمل

مطلبِ اول: نوجوانوں کو درپیش فکری چیلنجز اور گمراہیوں سے بچاؤ

دورِ حاضر میں نوجوان نسل کو جن سنگین مسائل کا سامنا ہے، ان میں سرِ فہرست فکری اور نظریاتی چیلنجز ہیں۔ ان نظریاتی فتنوں اور گمراہیوں کا بنیادی سبب دین کی خالص تعلیمات سے دوری اور بدعات کی اندھی پیروی ہے۔ ایک باشعور اور باصلاحیت لیڈر کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کو فکری انتشار سے نکال کر اصل دین پر مجتمع کرے۔

1. بدعات کی مذمت اور نظریاتی انحراف کا سدباب:

دین میں ملاوٹ اور فکری گمراہی کا سب سے بڑا دروازہ بدعات ہیں۔ ایک کامیاب قائد کیلئے ضروری ہے کہ وہ حق اور باطل میں واضح تمیز کر سکے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اس حوالے سے ایک بنیادی اصول اور فکری لائحہ عمل فراہم کرتی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود، سراسر باطل اور ناقابلِ قبول ہے۔[24]

2. قرآن و سنت کی تعلیمات اور بہترین رہنمائی:

نوجوانوں کو فکری انتشار سے بچانے کیلئے انہیں یہ شعور دینا ضروری ہے کہ سب سے بہترین، محفوظ اور مستحکم راستہ صرف اور صرف قرآنِ مجید اور سیرتِ نبوی ﷺ کا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جلال شدید ہو جاتا گویا آپ ﷺ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں، اور

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آپ ﷺ فرماتے: حمد و ثنا کے بعد! بے شک سب سے بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے نکالے جائیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔[25]

مذکورہ بالا احادیث کا عصرِ حاضر کے تناظر میں تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آج کا نوجوان جدیدیت، لبرلزم، اور الحاد جیسے فکری چیلنجز کا شکار اس لیے ہو رہا ہے کیونکہ اس کا رشتہ قرآن و سنت سے کمزور ہو چکا ہے۔ سیرتِ طیبہ کا یہ متوازن لائحہ عمل نوجوانوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ فکری گمراہیوں، بدعات اور نظریاتی انحرافات کو یکسر مسترد کر دیں اور صرف کتاب اللہ اور سنت محمدی ﷺ کو اپنی زندگی کا قطب نما بنائیں۔ ایک باصلاحیت نوجوان قیادت کا سب سے پہلا محاذ یہی ہے کہ وہ معاشرے کو فکری آلودگی سے پاک کر کے خالص اور شفاف اسلامی نظریے پر متحد کرے۔

مطلبِ دوم: معاصر چیلنجز کے اثرات اور باشعور و صاحبِ کردار نوجوان کی ضرورت

عصرِ حاضر کا نوجوان ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جو مادی ترقی کے عروج پر ہونے کے باوجود شدید روحانی اور اخلاقی بحران کا شکار ہے۔ طبقاتی نظامِ تعلیم کی خامیاں اور معاشی حصول کی دوڑ نوجوانوں کی فکری اور عملی زندگی پر گہرے منفی اثرات مرتب کر رہی ہے۔ ان ہمہ گیر چیلنجز کے نتیجے میں معاشرے میں ایک ایسا نوجوان پیدا ہو رہا ہے جو بظاہر ڈگری یافتہ ہے، مگر اندرونی طور پر اخلاقی اقدار اور احساسِ ذمہ داری سے عاری ہے۔ ایسے دور میں معاشرے کو ایک باشعور اور صاحبِ کردار نوجوان قیادت کی ضرورت ہے۔

1. معاشی چیلنجز اور مادیت پرستی کا فتنہ:

دورِ حاضر کا سب سے بڑا چیلنج حصولِ معاش کی اندھی دوڑ ہے جس نے نوجوانوں کو مادیت پرستی کا شکار کر دیا ہے۔ جب کامیابی کا معیار صرف دولت بن جائے، تو انسان حلال و حرام کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نوجوانوں کو اس معاشی فتنے سے خبردار کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دنیا میٹھی اور سرسبز (پرکشش) ہے، اور بے شک اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے، پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔[26] پس ایک باشعور نوجوان معاشی مشکلات کے باوجود دنیا کی ظاہری چمک دمک کا اسیر نہیں ہوتا، بلکہ اسے ایک امتحان سمجھ کر اپنے معاشی معاملات میں دیانتداری کو برقرار رکھتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

2. اخلاقی اقدار کا زوال اور نظامِ تعلیم کی خامی:

مروجہ نظامِ تعلیم بظاہر ہنر تو سکھا رہا ہے مگر کردار سازی میں ناکام ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشرے سے امانت اٹھ رہی ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امانت کے اٹھ جانے اور لوگوں کے ظاہری خول کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، وہ حالاتِ حاضرہ پر من و عن صادق آتا ہے۔ فرمایا گیا کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ امانت دار نہیں رہیں گے، اور کسی شخص کی ظاہری قابلیت کو دیکھ کر کہا جائے گا: یہ کتنا مضبوط ہے! کتنا ہوشیار و چالاک ہے! کتنا عقلمند ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہو گا۔[27] یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ محض ظاہری قابلیت اور ڈگریاں کسی شخص کو اس وقت تک باصلاحیت لیڈر نہیں بنا سکتیں، جب تک کہ اس کے دل میں ایمان، دیانت داری اور اخلاق کی پختگی موجود نہ ہو۔

3. فتنوں کے دور میں دین پر استقامت اور حصولِ رزقِ حلال کی جدوجہد:

جب معاشی اور معاشرتی فتنے عروج پر ہوں، تو بعض نوجوان شارٹ کٹ اور حرام ذرائع کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ کتاب و سنت میں ایسے ہی فتنوں کے دور کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ایک وقت آئے گا جب فتنے رات کے اندھیرے کی طرح چھا جائیں گے اور آدمی دنیا کے حقیر مال کے بدلے اپنا دین بیچ دے گا۔[28]

ان حالات میں ایک صاحبِ کردار نوجوان کی نشانی یہ ہے کہ وہ حرام کے لقمے کو مسترد کر دیتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک ایسے ہی شخص کا ذکر ہے جو طویل سفر کرتا ہے، اس کے بال بکھرے اور جسم گرد آلود ہوتا ہے، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے "یارب! یارب!" مگر اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، لباس حرام ہے، اور اس کی پرورش حرام پر ہوئی ہے، تو پھر اس کی دعا کیسے قبول کی جائے؟۔[29]

حاصلِ کلام یہ ہے کہ طبقاتی تعلیم اور معاشی عدم مساوات جیسے عصرِ حاضر کے چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کیلئے قوم کو ایسے صاحبِ کردار اور باشعور نوجوان قائد کی ضرورت ہے جو مادی مفادات کیلئے اپنے نظریات کا سودا نہ کرے۔ جو حلال و حرام کی تفریق سمجھے، جس کی ڈگری اور ہنر اس کی امانت داری کے تابع ہو، اور جو دنیاوی کشش کو اپنا حتمی مقصد بنانے کے بجائے آخرت اور رضائے الٰہی کو اپنا نصب العین بنائے۔ یہی وہ باصلاحیت قیادت ہے جو ان تاریک فتنوں میں امید کی کرن ثابت ہو سکتی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مبحثِ سوم: نوجوانوں کی کردار سازی کیلئے قابلِ عمل اخلاقی لائحہ عمل

دورِ حاضر کے فکری، تعلیمی اور معاشی چیلنجز کا تجزیہ کرنے کے بعد، سب سے اہم اور حتمی مرحلہ ایک ایسے قابلِ عمل فریم ورک کی تشکیل ہے جو نوجوان نسل کو مایوسی اور انتشار سے نکال کر عملی قیادت کی طرف گامزن کرے۔ تاکہ عام مسلمانوں اور نوجوانوں کو عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق کے بنیادی اور مستند اصولوں کے ساتھ براہِ راست جوڑا جائے تاکہ وہ روزمرہ زندگی میں ان پر بآسانی عمل کر سکیں۔ نوجوانوں کی عملی کردار سازی کیلئے درج ذیل لائحہ عمل مرتب کیا جاسکتا ہے:

1. انتہا پسندی کا تدارک:

آج کا نوجوان دو انتہاؤں کا شکار ہے؛ یا تو وہ دین اور اخلاقیات سے یکسر دور ہو کر لبرلزم اور مادیت پرستی میں مبتلا ہے، یا پھر دین کے نام پر غیر ضروری سختی اور غلو کا شکار ہو جاتا ہے۔ سیرتِ طیبہ اعتدال کا درس دیتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نوجوان قیادت کیلئے ایک سنہری اصول پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: حدود سے تجاوز کرنے والے (خواہ مخواہ سختی برتنے والے) ہلاک ہو گئے۔[30] ایک باصلاحیت نوجوان قائد کا عملی خاکہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ معاشرے کے معاملات میں سختی کے بجائے اعتدال اور توازن کی راہ اپنائے۔

2. مستند علم اور عمل کا باہمی ربط:

نوجوانوں کیلئے دوسرا عملی قدم یہ ہے کہ وہ سوشل میڈیا اور غیر مصدقہ آراء پر انحصار کرنے کی بجائے قرآن و سنت کے ٹھوس علم کو اپنی فکری بنیاد بنائیں۔ علم حاصل کرنے کے بعد اس پر استقامت سے عمل کرنا ہی وہ واحد راستہ ہے جو نوجوانوں کے اندر موجود صلاحیتوں کو نکھار کر انہیں معاشرے کا کارآمد حصہ بنا سکتا ہے۔

3. اپنی ذات سے اصلاح کا آغاز:

کسی بھی معاشرتی تبدیلی کا آغاز فرد کی اپنی ذات سے ہوتا ہے۔ تیسرا اقدم یہ ہے کہ نوجوان ہر روز اپنا محاسبہ کریں۔ وہ اپنے اندر احساسِ ذمہ داری بیدار کریں کہ وہ اپنے دائرہ کار (تعلیمی ادارے، دفتر، یا گھر) میں جوابدہ ہیں اور اپنے قول و فعل کے تضاد کو ختم کر کے معاشرے کیلئے ایک عملی نمونہ بنیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خاتمہ اور نتائجِ بحث

زیرِ نظر مقالے کے تفصیلی اور تجزیاتی مطالعے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ عصرِ حاضر کے نوجوانوں کو درپیش پیچیدہ تعلیمی، معاشی اور معاشرتی مسائل کا پائیدار حل صرف اور صرف سیرتِ نبوی ﷺ کے اخلاقی نظام میں پوشیدہ ہے۔

- اسلام میں قیادت محض اختیار یا منصب نہیں، بلکہ ایک بھاری امانت ہے۔ جب تک نوجوانوں کی فکری تربیت میں احساسِ ذمہ داری، عدل و انصاف اور بلند ہمتی جیسے اوصاف پیدا نہیں کیے جائیں گے، معاشرے کی حقیقی اصلاح ناممکن ہے۔
- معاشرتی بگاڑ (جیسے ظلم، تکبر، دھوکہ دہی اور حسد) کا علاج نوجوانوں کے عملی کردار سے وابستہ ہے۔ جب ایک باشعور نوجوان اپنی ذات کو اخلاقِ مذمومہ سے پاک کرکے، حکمت کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتا ہے، تو معاشرے میں مثبت تبدیلی کا محرک بن جاتا ہے۔
- آج کا نظامِ تعلیم اور مادی دوڑ نوجوان کو اخلاقی اقدار سے دور کر رہی ہے۔ اس کا متوازن اور پائیدار حل یہ ہے کہ نوجوان طبقہ قرآنی احکامات اور سیرتِ طیبہ کے اصولوں کو مضبوطی سے تھام لے تاکہ وہ دنیا کی فانی کشش کے بجائے اعلیٰ اور ابدی مقاصد کیلئے جدوجہد کرے۔

سفارشات

- مروجہ نظامِ تعلیم کی خامیوں کو دور کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں کے نصاب میں سیرتِ طیبہ کے اخلاقی اور قائدانہ پہلوؤں کو محض تاریخی واقعات کے بجائے Practical Case Studies کے طور پر شامل کیا جائے۔
- نوجوانوں کو معاشی مایوسی سے نکالنے کیلئے ریاستی سطح پر تفویضِ مناصب میں امانت داری اور اہلیت کو یقینی بنایا جائے، تاکہ باصلاحیت قیادت آگے آسکے۔
- نوجوان نسل کی فکری الجھنوں کو دور کرنے کیلئے آسان، مستند اور روزمرہ زندگی سے جڑی کتب سیرت کے مطالعے کو عام کیا جائے، تاکہ نوجوانوں کی کردار سازی براہِ راست وحی کی روشنی میں ہو سکے۔

مصادر و مراجع:

- القرآن الکریم۔
- Al-Qur'ān al-Karīm.

- محمد بن اسماعیل بخاری(ت256ھ)،الجامع الصحیح،(دمشق،دار ابن کثیر ودارالیمامۃ،1993ء)۔
- Muḥammad bin Ismā'īl al-Bukhārī (d. 256 AH), *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Damascus: Dār Ibn Kathīr wa Dār al-Yamāmah, 1993.
- مسلم بن حجاج قشیری(ت261ھ)،الجامع الصحیح،(ترکیا،دار الطباعۃ العامرۃ،1334ء)۔
- Muslim bin al-Ḥajjāj al-Qushayrī (d. 261 AH), *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Turkey: Dār al-Ṭibā'ah al-'Āmirah, 1334 AH.

حوالہ جات

[1] محمد بن اسماعیل بخاری(ت256ھ)،**الجامع الصحیح**،(دمشق،دار ابن کثیرودارالیمامۃ، 1993ء)، کتاب العتق، باب: العبد راع فی مال سیدہ،902/2، حدیث:2419۔

[2] سورۃ النساء، 58۔

([3] **ما وُلّوا**) وہ تمام امور ہیں جن پر انہیں حاکم یا نگران بنایا گیا ہو؛ چاہے وہ خلافت ہو، امارت ہو، قضاء ہو یا دیگر گھریلو اور معاشرتی معاملات۔

[4] مسلم بن حجاج قشیری(ت261ھ)،**الجامع الصحیح**،(ترکیا،دار الطباعۃ العامرۃ،1334ء)، کتاب الامارۃ، باب: فضیلۃ الامام العادل،7/6، حدیث:1827۔

[5] سورۃ النساء، 58۔

[6] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الرقاق، باب: رفع الامانۃ،2382/5، حدیث:6131۔

[7] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الایمان، باب: علامۃ المنافق،21/1، حدیث:33۔

[8] بخاری،**الجامع الصحیح**، ابواب التہجد، باب: قیام النبیﷺ حتی ترم قدماہ،380/1، حدیث:1078۔

[9] مسلم،**الجامع الصحیح**،کتاب القدر، باب: فی الامر بالقوۃ وترک العجز،56/8، حدیث:2664۔

[10] مسلم،**الجامع الصحیح**،کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: استحباب صلاۃ الضحیٰ،158/2، حدیث:720۔

[11] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب بدء الخلق، باب: صفۃ النار وأنھا مخلوقۃ،1191/3، حدیث:3094۔

[12] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب: من اَحق الناس یحسن الصحبۃ،2227/5، حدیث:5626۔

[13] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الجھاد والسیر، باب: الجھادباذن الابوین،1094/3، حدیث:2842۔

[14] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب: الوصاءۃ بالجار،2239/5، حدیث:5669۔

[15] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب: من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ،2240/5، حدیث:5672۔

[16] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الجنائز ، باب:الامر بأتباع الجنائز،418/1، حدیث:1183۔

[17] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب الإیمان، باب: من الإیمان اَن یحب لاخیہ ما یحب لنفسہٖ،14/1، حدیث:13۔

[18] بخاری،**الجامع الصحیح**، کتاب المظالم، باب: اَعِن اخاک ظالماً او مظلوماً،863/2، حدیث:2311۔

[19] مسلم،**الجامع الصحیح**،الإیمان، باب: تحریم الکبر وبیانہ،65/1، حدیث:91۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

[20] بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المظالم، باب: الظلم ظلمات یوم القیامة، 864/2، حدیث:2315۔

[21] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الإیمان ، باب: قول النبیﷺ من غشنا فلیس منا، 69/1، حدیث:102۔

[22] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب البر والصلة والادب ، باب: النهی عن التحاسد والتباغض والتدابر، 9/8، حدیث:2559۔

[23] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب البر والصلة والادب ، باب: تحریم الغیبة، 21/8، حدیث:2589۔

[24] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الاقضیة ، باب: نقض احکام الباطل، 132/5، حدیث:1718۔

[25] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الجمعة ، باب: تخفیف الصلاة والخطبة، 11/3، حدیث:867۔

[26] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الرقاق ، باب: اکثر اَهل الجنة الفقراء، 89/8، حدیث:2742۔

[27] بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المظالم، باب: رفع الاَمانة، 2382/5، حدیث:6132۔

[28] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان ، باب: الحث علی المبادرة بالاعمال، 86/1، حدیث:118۔

[29] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الزکاة، باب: قبول الصدقة من الکسب الطیب ، 85/3، حدیث:1015۔

[30] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب العلم، باب: هلک المتنطعون ، 58/8، حدیث:2670۔